ایک لڑکا دو نام

اور

شائجا کی خلائی دنیا

ایک لڑکا دو نام

پی. وائی. بالن

آرٹ

ستیانند موہن

شائجا کی خلائی دنیا

ایس. سنجیو

آرٹ

لاونیا منی

eklavya

Anveshi

ایک لڑکا دو نام

پی. وائی. بالن

آرٹ

ستیانند موہن

ترجمہ

محمد مجیب احمد

سیریز ایڈیٹر

دیپتا آچار

اُردو ایڈیٹرز

اسماء رشید اور ایم. اے. معید

eklavya

Anveshi

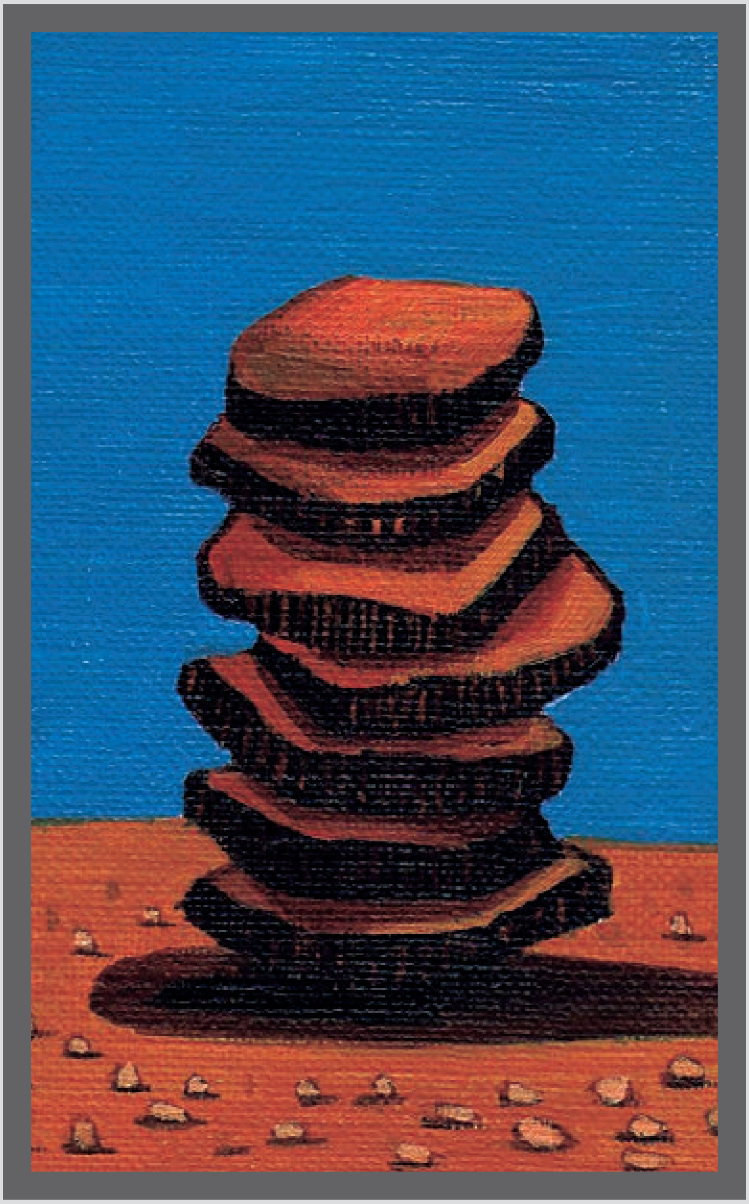

ساتویں جماعت کے سالانہ امتحانات آخر کار ختم ہوچکے تھے۔ گرمی کی چھٹیاں شروع ہوگئی تھیں۔ بالاچندرن اپنے دوستوں کے ساتھ میدان میں پِٹّھو کھیل رہا تھا۔ یہاں سے سڑک زیادہ دور نہیں تھی۔ مُسافِروں سے بھری ہوئی بسیں گزرتی ہوئیں اور دوسری گاڑیاں تیزی سے جاتی ہوئیں دیکھی جاسکتی تھیں۔

پادری چِنّپن بس سے اترکر میدان کے پاس سے چلنے لگے۔ وہاں کھیلتے ہوئے لڑکوں سے پوچھا، ”کیا تم مجھے یُوحنّا کے گھر کا راستہ دکھاسکتے ہو؟ وہی یُوحنّا جن کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے۔“

لڑکوں نے کھیلنا بند کردیا۔ ایک لمحہ کے لئے خاموشی چھاگئی ۔

اُن میں سے ایک لڑکے نے آگے بڑھ کر کہا، ''وہاں دیکھئے! وہ رہا ان کا گھر اور میں ان ہی کا بیٹا ہوں۔'' یہ کہتے ہوئے وہ پادری کے ساتھ قدم بڑھانے لگا تاکہ انہیں راستہ بتاسکے۔ جب وہ چلنے لگے تو پادری نے لڑکے سے پوچھا، ''تمہارا نام کیا ہے؟''

''بالاچندرن،'' لڑکا جواب دے کر پادری کا چہرہ دیکھنے لگا ۔پادری چنّپن پستہ قد اور کھلے رنگ کے آدمی تھے۔اُن کے سر کے بال سلیقے سے پیچھے کی طرف جمے ہوئے تھے اور وہ ایک لمبا چوغہ پہنے ہوئے تھے۔ بالاچندرن سوچنے لگا کہ پادری یہاں کیوں آئے ہیں؟

جب دونوں گھر پہنچے تو بالاچندرن نے ماں کو آواز دی۔ ماں دروازہ کھولتے ہوئے یَسُوع کی تعریف میں بولیں، ''اے میرے مالک!''

''اب اور ہمیشہ۔''پادری نے جواب میں کہا اور ایک کرسی لے کر بیٹھ گئے۔ اِس دوران بالاچندرن کے بھائی بہن بھی کمرے میں آگئے۔ پادری نے ہر ایک کا حال پوچھا۔

''تمہارے والد اور میں، ہم جماعت تھے۔'' انہوں نے کہا۔ ''ہم آپس میں رشتہ دار بھی ہیں۔''

شاید یہی وجہ تھی کہ وہ مدد کرنا چاہ رہے تھے۔

''کیا تم نے بالاچندرن کوتعلیم کے لئے عیسائی درسگاہ بھیجنے کے متعلق سوچا ہے؟'' انہوں نے اُس کی ماں سے پوچھا۔

''ہاں، اگر یَسُوع کی مرضی ہوتو...'' ماں نے صرف اتنا کہا۔

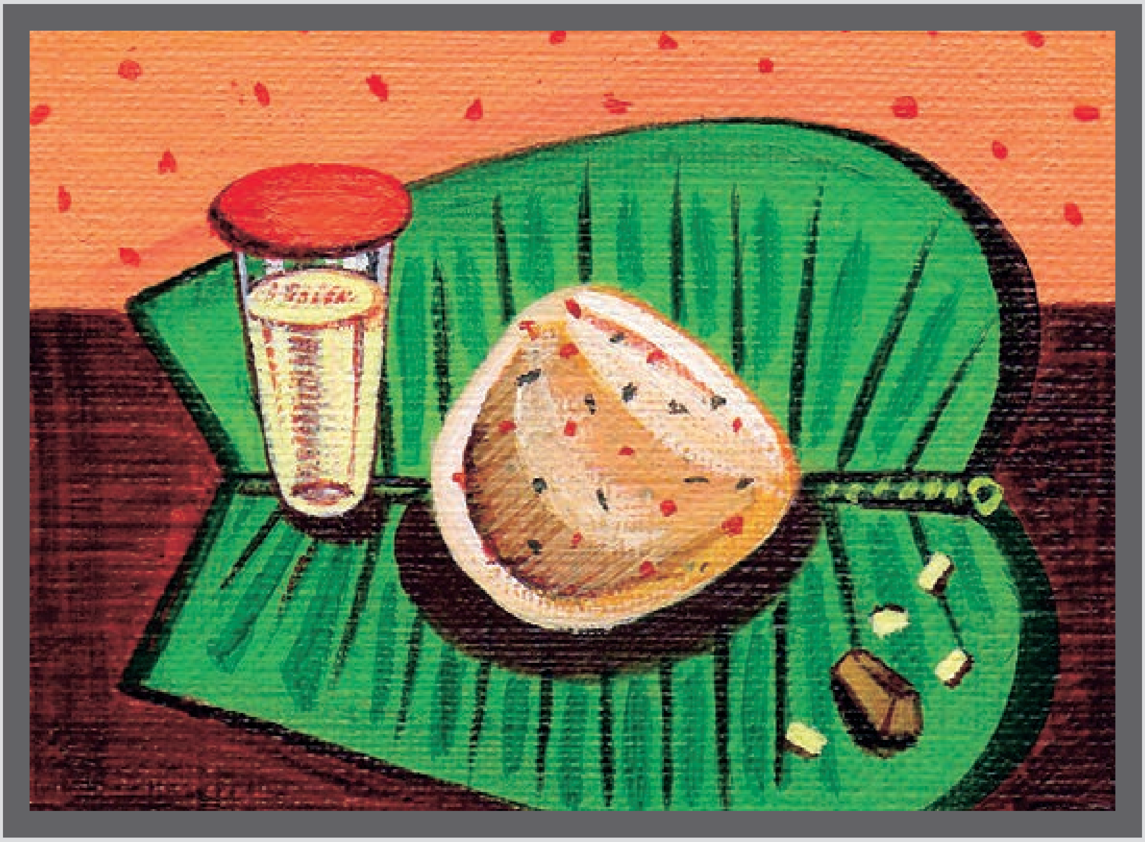

''چرچ میں اس کو کیا نام دیا گیا تھا؟ ''پادری نے پوچھا۔

''فِریڈس،'' ماں بولیں۔

''بہت خوب۔تم بالاچندرن نام درسگاہ میں استعمال نہیں کرسکتے۔ وہاں چرچ میں جو نام دیا گیا تھا، اُس کی ضرورت پڑے گی۔''

بالاچندرن کا چہرہ اُتر گیا۔

''اچھا! اب دیر ہورہی ہے،'' چنّپن نے اُٹھتے ہوئے کہا۔ پھر وہ باہر بس اسٹاپ کی طرف روانہ ہوگئے۔

چنّپن کے جانے کے بعدسارے گھر والے بالاچندرن کی تعلیم اور پادری بنائے جانے کے بارے میں بات کرنے لگے۔ لیکن بالا چندرن اپنا نام کھونا نہیں چاہتا تھا۔

''تمہیں فریڈس کا نام راکی کوچیّانے دیا ہے،'' اس کی بہن نے سمجھاتے ہوئے کہا۔ ''وہ میری 'گوڈمدر' ہے اور تمہاری بھی۔''

راکی کوچیّاکے بچّوں کے بھی دوسرے نام تھے۔مَنی کا اسٹینلی اور سَروجَم کا میری تھا۔

گھر والے ناموں پر بحث کرتے رہے اور بالاچندرن کھیلنے کے لیے واپس نکل گیا۔جب وہ میدان پہنچا تو کھیل ختم ہوچکا تھا۔ مگر چند ساتھی اس کے انتظار میں کھڑے تھے۔ وہ جاننا چاہتے تھے کہ پادری اس کے گھرکیوں آئے تھے؟ بالاچندرن نے انھیں بتایا کہ اسے پادری بنانے کے لئے درسگاہ بھیجا جارہا ہے۔

''تم بہت خوش نصیب ہو جو تمھیں سینٹ جوزف ہائی اسکول میں پڑھنے کا موقع مل رہا ہے۔'' رمیش کہنے لگا۔

''کیا وہ درسگاہ میں ہماری طرح گولیاں اور پٹّھو کھیلتے ہیں؟'' زِیویر جُولین نے پوچھا۔

''سینٹ جوزف ہمارے اسکول جیسا نہیں ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ تُمھیں وہاں دوپہر کے کھانے میں اُپما ملے گا۔ اور شاید تم تازہ ناریل کے ساتھ گڑ بھی کھانہیں سکوگے۔'' شَائِل نے ہمدردی سے کہا۔

بالاچندرن ان سارے سوالات کا جواب نہیں دے سکا۔ لیکن جب اس نے شہر میں سینٹ جوزف اسکول میں پڑھنے کے موقع کے بارے میں سوچا تو نام کے متعلق اس کی پریشانیاں ختم ہونے لگیں۔

صدر پادری کی رہائش گاہ شہر میں تھی۔ سینٹ جوزف میں داخلہ کے لیے بالاچندرن کو شہر میں انگریزی اور ریاضی کے امتحانات لکھنے پڑے۔ پھر ڈاکٹر سے اس کی طبّی جانچ بھی کروائی گئی۔ ان سب مراحل کے بعد اسے درسگاہ میں تعلیم کے لئے منتخب کرلیا گیا۔اس کی ’گوڈمدر‘ راکی کوچیّانے جب یہ اطلاع سنی تو وہ بہت خوش ہوئیں۔’’وہ ذہین لڑکا ہے، مجھے پتہ تھا کہ وہ کامیاب ہوجائے گا۔‘‘ انہو ں نے فخر سے کہا۔

وہ اتوار کا دن تھا۔ دوسرے دن سے بالاچندرن کو درسگاہ جانا تھا۔سو وہ دعائیہ اجتماع کے لیے چرچ چلاگیا۔ وہاں سب لڑکیاں مذہبی گیت گا رہی تھیں۔ حمدیہ اور عبادتی کلمات کو لاطینی زبان میں سُن کر بالاچندرن میں ایک نیا احساس جاگنے لگا۔ پھرمقامی پادری نے اسے یسُوع مسیح کے نام پر دعائیں دیں۔

اس رات بالاچندرن سونہیں سکا۔ پادریوں کے لمبے آستین والے سفید چغے کا خیال اس کے دماغ پر چھایا رہا۔ وہ رات بھرتصوّر میں اپنے آپ کوچغے میں دیکھتا رہا۔صُبح اُس نے دوبارہ اپنا صندوق کھول کر دیکھا-اُس کے تین نئے جوڑے ٹھیک سے رکھے ہوئے ہیں کہ نہیں۔

ظہرانہ کے بعد بالاچندرن اپنی ماں اور بڑے بھائی کے ہمراہ درسگاہ کے لئے روانہ ہوگیا۔جب وہ تِھرواننتھا پورم شہر پہنچے تو انہوں نے ایک فوٹو اسٹوڈیو میں اپنے خاندان کی تصویر کھنچوائی۔

شام چار بجے کے آس پاس وہ درسگاہ پہنچے جہاں بالاچندرن کے لئے رسمی طور پر مختصرتقریب کا انتظام کیا گیا۔ اب وہ بالاچندرن سے برادر فریٹس بن گیا تھا۔

جب اس کی ماں اور بھائی کو اس سے جدا ہونے کا وقت آگیا تھا توبرادر فریٹس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھرگئیں اور اس کی ماں بھی رو پڑی تھیں۔

آج سینٹ جوزف اسکول میں اس کا پہلا دن تھا۔ جیساکہ اس کے سابقہ اسکول میں اس کا نام بالاچندرن پڑھا جاتا تھا۔ اس اسکول کے حاضری رجسٹر میں بھی بالاچندرن درج تھا۔ جب کلاس ٹیچر نے حاضری کے لئے یہی نام پکارا تو اس نے اٹھ کر 'حاضر ہوں' جواب دیا۔ جب درسگاہ میں وقفہ ہوا تو اس وقت بالاچندرن کے ہم جماعت اس کے اطراف جمع ہوگئے۔

''تمہارا یہ نام کیو ں ہے؟'' ان میں سے ایک نے پوچھا۔

''کیا تم نے مذہب تبدیل کیا ہے؟'' دوسرا دریافت کرنے لگا۔

اس نے سر ہلاکر اثبات میں جواب دیا۔ سب ہم جماعت چُپکے چُپکے ہنسنے لگے۔

بالاچندرن کو شرم محسوس ہونے لگی اور اس نے اپنے آنسوؤں کو بہنے سے روک لیا۔ اس کے بعد وہ جماعت میں توجہ نہ دے سکا۔

بالاچندرن ...فریٹس...مذہب تبدیل...دودھ کا پاؤڈر...عیسائی... یہ سب چیزیں اس کے دماغ میں گھومنے لگیں۔ جب وہ شام کو درسگاہ سے واپس ہونے لگا تو اس وقت تک بھی ان مایوس کن خیالات سے چھٹکارا نہیں پا سکا تھا۔ جب عبادت خانہ کی گھنٹی بجی تو اُسے تب احساس ہوا کہ بہت دیر ہوچکی ہے۔ اسی وقت برادر فریٹس نے اپنی آنکھیں بند کرکے عبادت شروع کردی تھی۔ جب کہ اس کے برادر ساتھی پہلے ہی سے مالاجپنا شروع کرچکے تھے۔

جیسے ہی وہ شوق اور ولولہ سے 'مادرمیری' کا نام جپنے لگا تو اسے تھوڑا سا سکون محسوس ہوا۔ اس رات وہ پلنگ نمبر۲۲ پر لیٹ گیا۔ باہر ہلکی سے بوندا باندی ہورہی تھی۔ پھر وہ نیند کی گہرائی میں کھوتا چلاگیا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ بارش میں بھیگتے ہوئے اپنے پرانے دوستوں کے ساتھ پِٹّھو کھیل رہا ہے تب ایک ہلکی سی لہر اس کو ساحل تک لے گئی اور اس کے پیروں کو سہلاتی ہوئی اسے پیچھے دھکیل کرگزرگئی۔پھر رات کے کسی حصے میں وہ گہری نیند سوگیا۔

فرٹیس

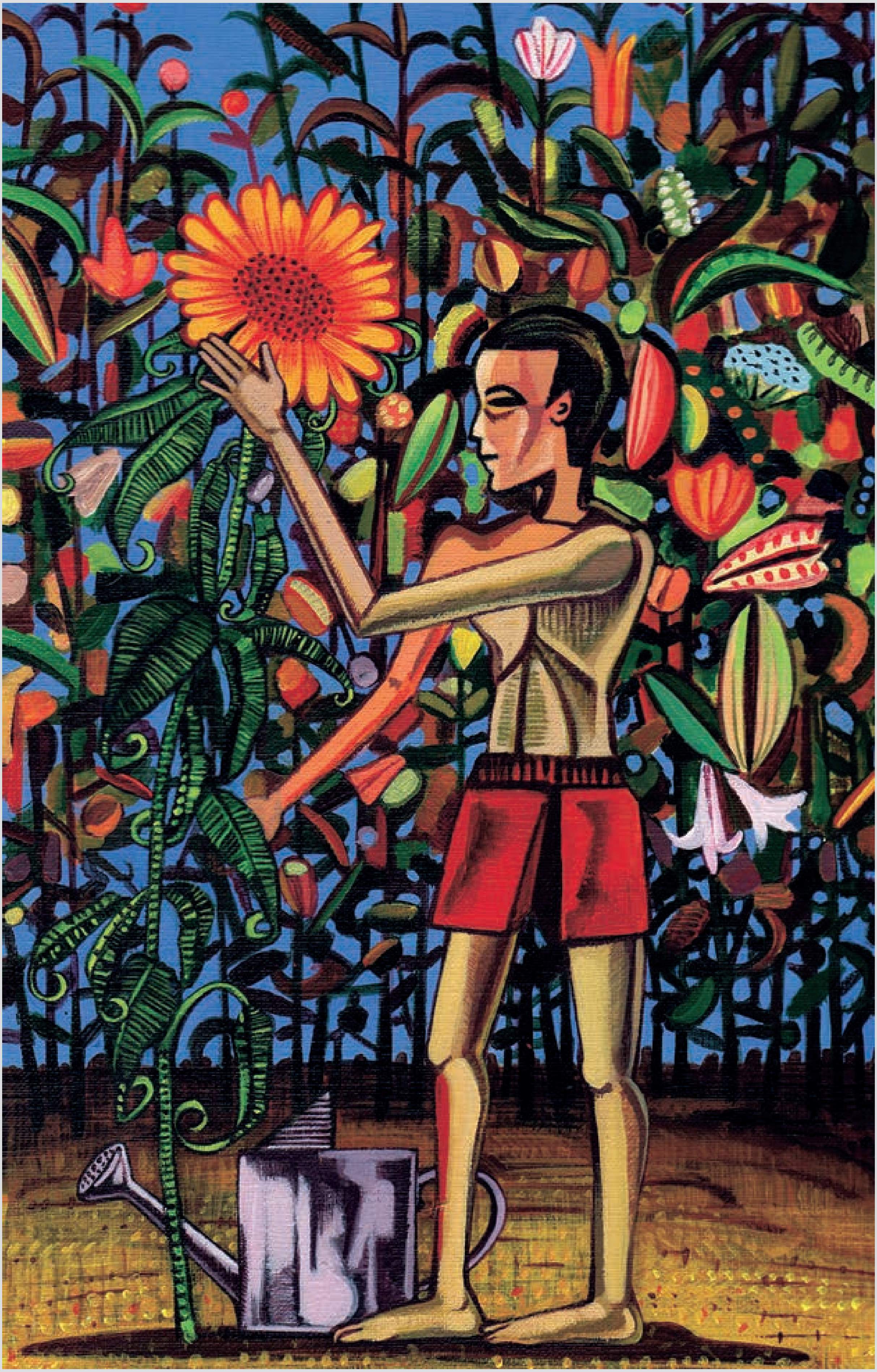

گاؤں کے اسکول میں بالاچندرن کی پہچان ایک ذہین لڑکے کے طور پر تھی۔ یہاں شہر میں بھی وہ یہی شناخت برقرار رکھنے کی کوشش کررہا تھا۔ مگر وہ تیزفہم ثابت نہ ہوسکا۔ بہرحال وہ کسی طرح آٹھویں جماعت کامیاب ہوگیا تھا۔

موسمِ گرما میں چھٹیاں ملنے پر وہ اپنے گھرچلا گیا۔ درسگاہ میں داخلہ کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ وہ چھٹیوں میں اپنے گھر آیا تھا۔ اپنے ساتھ اس نے سورج مُکھی کے بیجوں کے علاوہ سوسن اورگل کوکب کے بیج بھی لاکر اپنے باغیچہ میں بویا۔ اپنی ماں کی مدد سے وہ ان کی احتیاط سے دیکھ بھال کرنے لگا تھا!

مکان آنے کے بعد وہ تین چار دن تک باہر نہیں نکلا۔ اب وہ صرف بالاچندرن نہیں رہا بلکہ ایک برادر یا نوعمر راہب تھا۔ اسے اپنے دوستوں سے ملنے میں الجھن محسوس ہونے لگی تھی۔ لیکن جب ان سے ملاقات ہوئی تو اس کی ساری پریشانی دور ہوگئی تھی۔

چھٹیاں تیزی سے ختم ہورہی تھیں۔ بالاچندرن کے واپس جانے کا وقت قریب آنے لگا تھا۔ اپنے نام کے تعلق سے تشویش کا اظہار وہ اپنی ماں سے کرنے لگا۔ ماں نے مسکراکر جواب دیا۔ ”بیٹا !ان پودوں کو دیکھو جو تم اپنے ساتھ درسگاہ سے لائے ہو۔ وہ سب تروتازہ اور خوشنما دکھائی دے رہے ہیں۔ اِن کے مختلف نام ہیں۔ سوسن، سورج مُکھی اور چنبیلی ...کیا وہ سب پھول نہیں ہیں...پھر یہ نام کا مسئلہ کیو ں ہے...؟“

چھٹیاں گزرچکی تھیں۔ اب بالاچندرن کے درسگاہ لوٹنے کا وقت تھا جیسے ہی وہ گھر چھوڑنے لگا تو ماں نے مسکراتے ہوئے سورج مکھی کی جانب اشارہ کیا اور بولیں۔ ”بیٹا! یہ چاند مکھی تمہیں بلا رہا۔“

”کیا یہ سورج مکھی نہیں ہے۔“ اس نے حیرت سے پوچھا۔

بالاچندرن کی بات پر ہر کوئی ہنس پڑا۔ ایک لمحہ کےلئے اس نے سوچا اور پھر وہ بھی ان کی ہنسی میں شامل ہوگیا۔ اس کے ساتھ ہی سورج مکھی بھی ان کے ساتھ ہنسنے لگا!!!

شائجا کی خلائی دنیا

ایس. سنجیو

آرٹ

لاونیا منی

ترجمہ

راسیہ نعیم ہاشمی

سیریز ایڈیٹر

دیپتا آچار

اُردو ایڈیٹرز

اسماء رشید اور ایم. اے. معید

ایکلویہ کی اشاعت

Anveshi

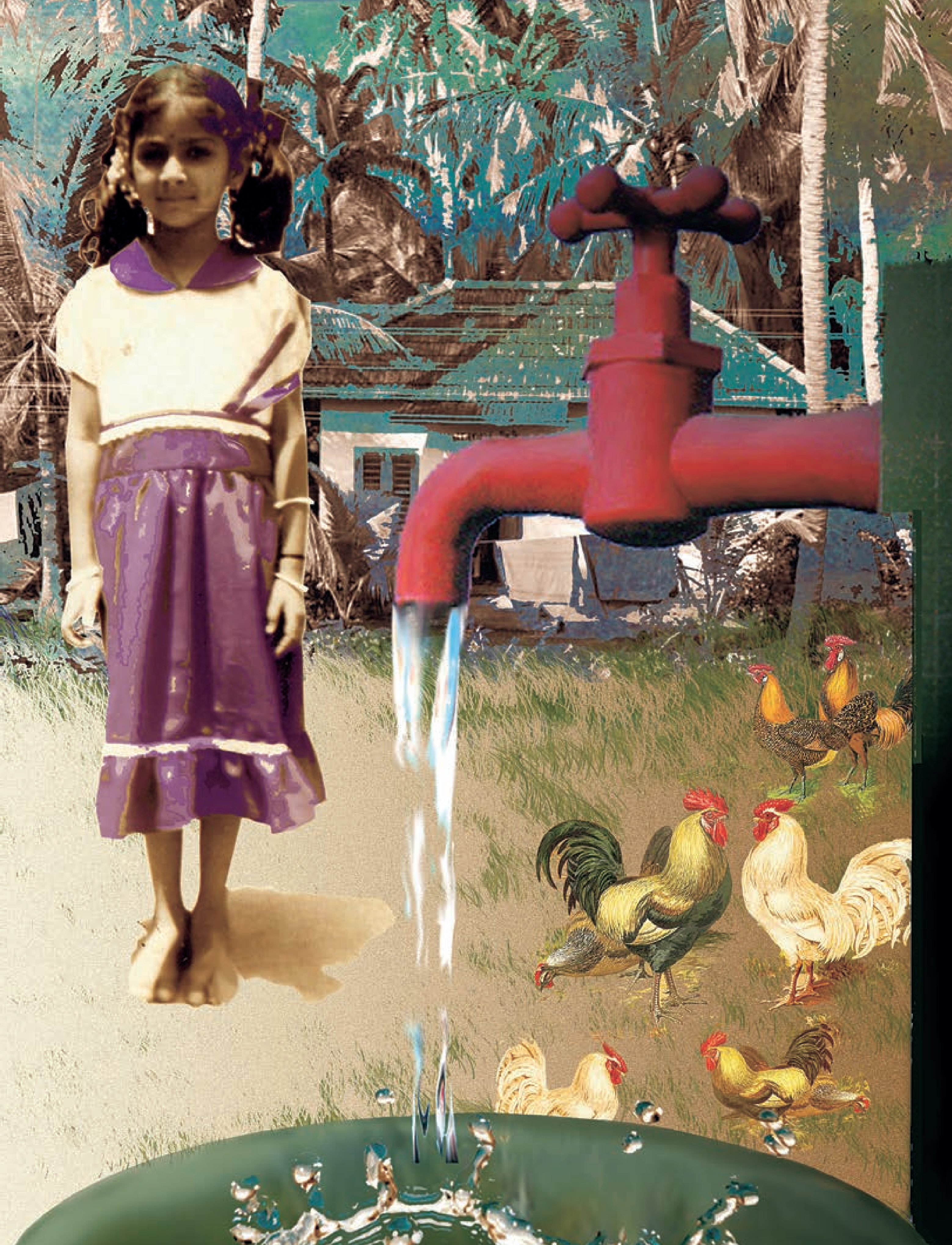

شائجا نے پانی کے نلکے کی جانب نگاہ ڈالی۔ چار بالٹیاں اور ایک گھڑا ابھی بھرنے باقی تھے۔ اِس کے بعد اُس کی باری آنی تھی۔ ہر دن اسکول کے بعد وہ تیزی سے اپنے گھر کے اڑوس پڑوس کا ایک چکر لگالیتی تھی، کچھ دیر کھیلتی، اور پھرسورج ڈھلنے تک گھڑوں، پتیلوں اور بالٹیوں کی اس لمبی قطار میں اپنی جگہ لے لیتی۔ یہ اس کا روز کا معمول بن چکا تھا۔ شام میں نہائے بنا اس کا بقیہ دن اچھا نہیں گذرتا تھا۔کیمیاء کے قوانین اور''کمارن آسن'' کی شاعری بھی سر پر سے گذر جاتی تھی۔ یہاں تک کہ چاول اور مچھلی کا سالن بھی حلق سے نیچے نہیں اُترتا اور اس کی آنکھیں، نیند اور خواب کو تک آنے سے منع کردیتی۔

جیا چیچی کی بالٹی میں پانی تیزی کے ساتھ بھرتا جارہا تھا۔ جب وہ تقریباً بھر چکی تو چیچی نے اسے ہٹا کر اپنے گھڑے کو نلکے کے نیچے رکھ دیا۔ رام لتھمّا اور گیریجا آنٹی حسبِ معمول گپ شپ میں مصروف تھیں۔

شائجا نے اوپر آسمان کی جانب دیکھا۔ تارے بہ مشکل نمودار ہوئے تھے اور چاند کا کہیں اَتا پَتا نہ پتا ن تھا۔ اُسے یا د آیا کہ کیسے اُس دن اسکول میں دوپہر کے کھانے کے وقفہ کے دوران ہر کوئی سوائے خلاء میں رہنے کے کوئی اور بات نہیں کررہا تھا۔

کتنا مزیدار ہوتا!!!

شائجا سوچنے لگی کہ خلاء کے آگے کیا اور بھی آسمان اور تارے ہوں گے...؟

کتنا مضحکہ خیز تھا!جب سشمتا نے پوچھا کہ کیا ہم لوگ خلاء سے اپنے گھروں کو دیکھ پائیں گے؟بے وقوف لڑکی! سب اس پرہنس پڑے تھے۔ یہاں تک کہ عظیم دیوارِ چین بھی وہاں سے نظر نہیں آئے گی، انھوں نے کہا تھا۔

خیر...سشمتا کا گھر بڑا ضرور تھا۔ دو منزلہ اور اس کے اوپر ایک اور کمرہ۔ تو عین ممکن ہے کہ وہ خلاء سے نظر آجائے۔ کون جانے؟ جب جناردھن سر نے خلاء میں جانے اور وہاں رہنے کے ہمارے منصوبوں کے بارے میں سنا تو وہ ہنسنے لگے۔''بہتر ہے کہ تم لوگ خوب محنت سے پڑھو اور پہلے ساتویں جماعت میں تو پہنچ جاؤ'' انھوں نے کہا تھا۔یہ سب کچھ ان کے لئے ایک مذاق تھا۔ ان کی گھنی موچھوں کے پیچھے ہمیشہ ایک مسکراہٹ چھپی ہوتی تھی۔

آسمان زرد، سرخ، نیلے اور سفید رنگوں کا مجموعہ تھا۔شائجا اپنے خیالوں میں گُم، سوچنے لگی کہ کیا خلاء میں سفر کرنے والا کوئی خلاباز اسے یہاں نلکے کے پاس کھڑا دیکھ پا رہا ہوگا؟ کیا وہ اوپر کی جانب ایک ہوائی بوسہ بھیجے؟ اُس نے نلکے پر نگاہ ڈالی۔ مزید تین بالٹیاں باقی تھیں۔

اب تک امّاں بس میں سوار ہو چکی ہوں گی۔امّاں کے آنے سے پہلے شائجا جلدی سے نہا کر اُن کے لیے ایک کڑک ،میٹھی چائے کی پیالی تیار رکھنا چاہتی تھی۔ امّاں شہر سے دور ایک سیاحتی گاؤں میں، جہاں جھیل سمندرسے ملتی تھی، کام کرتی تھیں۔شائجا کو سبز جھیل اور نیلے سمندر کے بیچ کے سنہرے ساحل سے لطف اندوز ہونے کا موقع کبھی کبھار ہی ملتا تھا۔ جب بھی ممکن ہو پاتا وہ امّاں کے ساتھ وہاں جاتی تھی۔ چھٹیّوں میں تو وہ گاؤں مختلف مقامات کے سیاحوں سے بھرا ہوتا تھا۔ جھیل کی کشتیوں کو ایک پل بھی چین نصیب نہیں ہوپاتا تھا، بالکل امّاں اور کلارا چیچی کی طرح... چاہے کتنی ہی محنت سے دونوں کام کریں، جیسے ہی لان اور راستوں کی صفائی مکمل ہوجاتی، وہاں پھر سے کیلے کے چھلکے، سگریٹ کے ٹکڑے اور پلاسٹک کے کپ بکھرے نظر آتے۔ امّاں کو مسلسل کُوڑا کرکٹ صاف کرتے ہوئے دیکھ کر اسے بہت افسوس ہوتا ۔لیکن امّاں شائجا کو مدد کرنے نہیں دیتیں۔ ’’تم جاؤ اور چھاؤں میں بیٹھو،‘‘ وہ کہتیں۔

جھیل کے کنارے بہت سارے درخت تھے۔ جب کبھی وہ امّاں کے ساتھ جاتی، وہ تینوں اکٹھے دوپہر کا کھانا کھاتے۔ کبھی کبھی کلارا پھپھی اُس کے لئے کچھ خاص لے کر آتیں۔ ''ایگ اویئل'' یا گوشت کا سالن... مگر امّاں کو مچھلی زیادہ پسند تھی۔ بس تلی ہوئی مچھلی کا ایک ٹکڑا کھانے کے ساتھ مل جائے تو ان کے لئے کافی تھا! کلارا پھپھی اُنھیں چھیڑتی کہ پچھلے جنم میں ضرور وہ بلّی رہی ہوں گی۔ امّاں یہ سُن کر جھینپ کرسرخ ہو جاتیں۔ اور تب وہ بالکل ایک پیاری سی چھوٹی بلّی کی طرح نظر آنے لگتیں۔

''میں بہت اچّھا پڑھوں گی اوربڑی ہوکر امّاں کو اپنے ساتھ خلاء میں لے جاؤں گی،'' شائجا سوچتی۔''اور میں ایک بڑا سا گھر بناؤں گی، اتنا بڑا کہ وہ خلاء کے پار آسمانوں سے دکھائی دے سکے۔'' وہ سوچنے لگی کہ کیا وہاں ندیاں اور سمندر بھی ہوں گے؟ اگر نہیں، تو امّاں کو کھانے کے لئے مچھلی کیوں کر مل سکے گی؟ ''ہو سکتا ہے ہم لوگ ہر صبح زمین پر آسکیں اور مچھلی کا ایک تھیلا خرید لے جا سکیں،'' شائجااپنی اس سوچ پر مسکرائے بغیر نہ رہ سکی۔

یکایک وہ چونک پڑی اور اپنے خوابوں سے باہرنکل آئی رام لتھمّا اسے بلارہی تھیں۔''شائجا بیٹی! اب تمہاری باری ہے۔''

اُس نے مسکراتے ہوئے اپنی بالٹی نلکے کے نیچے سرکائی اور اوپر آسمان کی جانب دیکھنے لگی۔ جگمگاتے تاروں کا ہجوم آہستہ آہستہ صاف دکھائی دینے لگا تھا۔ امّاں بس سے اتر چکی ہوں گی۔

ایک لڑکا دو نام اور شائجا کی خلائی دنیا
EK LADKA DO NAAM AUR SHAIJA KI KHALAI DUNIYA

ایک لڑکا دو نام
اصل کہانی (ملیالم) : پی. وائی .بالن
آرٹ : ستیانند موہن
ترجمہ(انگریزی سے اُردو): محمد مجیب احمد

شائجا کی خلائی دنیا
اصل کہانی (ملیالم) : ایس.سنجیو
آرٹ : لاونیا منی
ترجمہ(انگریزی سے اُردو): راسیہ نعیم ہاشمی

ڈیزائن: کنک ششی
سیریز ایڈیٹر: دیپتا آچار
اُردو ایڈیٹرز: اسماء رشید اور ایم. اے.معید
ڈفرنٹ ٹیلزٹیم: کے.للیتا، ڈی.وسنتہ، جیاشری کلاتل، اوما بروگھونڈا، سکنیہ کنارلی اور سُوزی تھارو۔

Anveshi ڈفرنٹ ٹیلز : پسماندہ ثقافتوں و علاقائی زبانوں کی کہانیاں انویشی ریسرچ سینٹر فار ومنزاسٹڈیز، حیدرآباد، کی ایک پہل۔

(c) انویشی: کہانی، آرٹ اور ڈیزائن

Developed with financial support from Parag Initiative of the Tata Trusts

پہلا ایڈیشن: 2025 ستمبر (کاپیاں1000)
کاغذ: 100 جی ایس ایم میٹ آرٹ اور 220 جی ایس ایم پیپر بورڈ(کور)
ISBN: 978-93-48176-01-1
قیمت: 100.00 ₹

ناشر: ایکلویا فاؤنڈیشن
جمنا لال بجاج پریسر
جنکھیڈی، بھوپال - 462026 (مدھیہ پردیش)
books@eklavya.in / www.eklavya.in

انویشی ریسرچ سینٹر فار ومنزاسٹڈیز
2-2-18/2/A
دُرگا بائی دیش مکھ کالونی، حیدرآباد - 500007 (تلنگانہ)
anveshirc@gmail.com ; www.anveshi.org.in

پرنٹر : آر.کے.سیکیوپرنٹ پرائیویٹ لمیٹڈ، بھوپال، فون نمبر: 2687589 755 91+

List of titles

Urdu

Chataai Aur Nani, Tum Roz Qat Likhna
School Ki Ankahi Kahaniyan
Tareeq Ke Saaye
Ghade Mein Chand
Tataki Phir Jeet Gayi Aur Shabaash Badeyya
Boriwala
Sire Paye Ka Saalan
Ek Ladka Do Naam Aur Shaija Ki Khalai Duniya
Maa

English

Head Curry
Moon in the Pot
Mother
The Sackclothman
Spirits from History
Tataki Wins Again & Braveheart Badeyya
Untold School Stories
The Two Named Boy & Other Stories
The Mat And Write Every Day, Ajji!

These books have also been published in Telugu, Malayalam, Hindi and Kannada.

کیا آپ دو لوگ ہیں جب آپ کے دو نام ہیں؟ ایک لڑکا اِس پہیلی کو بوجھتا ہے۔

—ایک لڑکا دو نام

پانی کے نلکے پہ کھڑے کھڑے، شائجا آسمان پار خلائی دُنیا کے سفر پہ نکل پڑتی ہے۔

—شائجا کی خلائی دُنیا

چاہے وہ الفاظ میں ہو یا تصویروں میں، موجودہ بچّوں کا ادب متوسط طبقے کے بچّوں کی زندگی و دنیا کو نمایاں کرتا ہے۔ ”ڈفرنٹ ٹیلز“ کی کہانیاں بچّوں کے ادب کے اِس محدود دائرے سے نکل کر مختلف طبقات، ذات، مذہبی ثقافتوں اور جسمانی صلاحیتوں کے جانباز بچّوں سے ہماری ملاقات کرواتی ہیں۔ یہ کہانیاں نئے نظاروں، خوشبوؤں، آوازوں، خوشیوں اور غموں سے بھری ہیں اورایک مشترک و جامعہ ہندوستان کے لیے حقیقی دین ہیں۔

— سُوزی تھارو

اِسکالر، مصنفہ اور خواتین کی تحریک کی کارکن

DIFFERENT TALES

parag
AN INITIATIVE OF TATA TRUSTS

Anveshi

eklavya

Price: ₹ 100.00

9 789348 176011

”ڈفرنٹ ٹیلز“ علاقائی زبانوں سے ایسی کہانیاں پیش کرتی ہیں جن کے بارے میں بچّوں کی کتابوں میں شاذ و نادر ہی پڑھا جاتاہے۔ ان میں سے بہت سی کہانیاں مصنف کے اپنے بچپن کی تصاویر ہیں جو اکثر مختلف ثقافتی دنیا میں پرورش پانے، ساتھیوں، والدین اور دیگر بالغوں کے ساتھ نئے تعلقات تلاش کرنے کے الگ الگ طریقوں کی عکاسی کرتی ہیں۔ یہ ہمیں لذیذ پکوانوں، منفرد کھیلوں، اسکول میں غیر متوقع اسباق، خلوص اور دوستی کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے دلکش سفر پر لے جاتی ہیں۔